Vol.4 No.3 2021

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

ذمی کے قصاص سے متعلق فقہاء اربعہ کی آراء

(تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ)

عطاء المصطفی[1]

ڈاکٹر نور حیات خان[2]

THE RETRIBUTION (QISAS) OF ZIMMI ACCORDING TO FOUR ISLAMIC JURISTS. RESEARCHED AND ANALYTICAL STUDY

Abstract

***The re**al shape of Islam is equality of human being which is blurring badly, in this perception scholar tries to explain an Islamic value of equality of human being in Islamic state.*
Non-Muslims those live in Islamic state under an agreement are called in terminology of the jurists ZIMMI. Hanafiya, Malkiya, Shafiya, Hanbliya are big Schools of thought in Islamic Jurisprudence. The whole thinking is very serious to pay the right of Zimmi. In case of murder of any ZIMMI the murderer of ZIMMI will must be punished according to Islamic jurists. Malkiya, Shafiya, Hanbliya say to punish the murderer according to the circumstances by which none Muslim can assure their security in Islamic State and none of Muslim can dare to do so again. Whereas Hanafiya say the punishment is to hang the murderer (QISAS). However, there are differences among the four Schools of thoughts in retribution. According to the three jurists, there will not be imposed retribution (QISAS), whereas According to Imam Abu Hanifa, qisas is obligatory on him. Though there is exist a space according to jurists except Hanfia for Muslim murderer to avoid from QISAS but it doesn't mean to relax the murderer, he may be hanged by the order of the magistrate. So it is categorically mentioned in the Holy Quran that if one kills a person as if he killed the whole human being.
Islam flourished rapidly in the world due to Islamic co. existence but it is made infamous by placing extremism instead of Co. Existence.

Key words: Qisas. Zimmi. Islamic jurists. Equality. Co-existence.

اسلامی ریاست میں شرعی احکامات اور اسلامی قوانین کا نافذ ہونا اسلام کی اولین ترجیحات میں سے ہوتا ہے۔ مقاصد شرعیہ میں سے ایک مقصد انسانی جان کو تحفظ فراہم کیا جانا ہے۔ اسلام جہاں مسلمانوں کی جان، مال، عزت و آبرو کے تحفظ کی بات کرتا ہے وہاں غیر مسلموں کے ساتھ حسن سلوک کا بھی درس دیتا ہے، خاص طور پر وہ غیر مسلم جو معاہدے کے تحت کسی اسلامی ریاست میں رہائش پذیر ہوتے ہیں ان کو جملہ انسانی حقوق فراہم کرنے کی نہ صرف تلقین کرتا ہے بلکہ ان کی جان و مال کی حفاظت پر زور دیتا ہے اور کسی بھی ذمی شخص کو ناحق قتل کرنے پر حکماً سزا جاری کرتا ہے، کیونکہ سزاؤں کو نافذ کرنے کی حکمت بھی یہی ہے کہ معاشرے کو فتنہ و فساد سے پاک کیا جائے۔ چور، زانی، ڈاکو، فسادی اور قاتل کو بروقت سزا ملنے سے جرائم کی شرح کم ہو جاتی ہے۔ اگر کسی ظالم کو ظلم سے نہ روکا جائے تو ظلم کا دروازہ کھل جاتا ہے، چاہے ظلم کسی مسلمان پر ہو یا کسی غیر مسلم پر، کسی اسلامی معاشرے میں غیر مسلم پر ظلم و زیادتی اور قتل بھی در حقیقت اسلام

1۔ پی ایچ ڈی سکالر نمل یونیورسٹی اسلام آباد

2۔ صدر شعبہ علوم اسلامیہ نمل یونیورسٹی اسلام آباد

Vol.4 No.3 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

معاشرے میں فتنہ وفساد پیدا کرنا ہے،اس لئے اسلامی معاشرے کو ہر قسم کی آلودگی سے صاف رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ معاشرے کے ہر فرد کو تحفظ فراہم کیا جائے، چاہے وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم یہی اسلام کا تقاضہ ہے۔

مقالہ ہذا غیر مسلم ذمی کو قتل کرنے کی سزا سے متعلق مذاہب اربعہ کی آراء اور دلائل پر بحث کرتا ہے،یہ موضوع بہت ہی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ اسلامی ریاستوں میں غیر مسلموں کا اور غیر اسلامی ریاستوں میں مسلمانوں کا رہن سہن تو ابتداء اسلام سے چلا آرہا ہے۔اس مقالہ کے مطالعہ سے اسلامی ریاستوں میں مقیم غیر مسلم ذمیوں کے حقوق کی اہمیت کا پتہ چلے گا۔ایک فائدہ اس تحقیق سے یہ ہو گا کہ اسلامی ملکوں میں اقلیتوں کے ساتھ ظلم وزیادتی اور قتل کے واقعات میں روکاوٹ ہو گی۔دوسرا فائدہ یہ ہو گا کہ غیر مسلم ممالک میں مسلمانوں کو بھی تحفظ فراہم ہو گا کیونکہ غیر مسلم حکومتیں یہ سوچنے پر مجبور ہونگی کہ جب اسلام اپنی ریاستوں میں غیر مسلموں کو اس قدر تحفظ دیتا ہے تو ہمیں بھی ان کے ساتھ اس جیسا سلوک کرنا چاہئے،اس سے عالمی سطح پر ایک پر امن ماحول میسر ہو گا جو کہ ہر دور میں انسان کی شد ضرورت ہے۔

تحدید

اس تحقیق میں مطلق قصاص پر بحث نہیں کی گئی بلکہ صرف ذمی شخص کو قتل کرنے کی صورت میں قاتل سے قصاص لینے کے حوالے سے بحث کی گئی ہے۔نیز مقالہ ہذا میں فقہی مذاہب میں سے صرف مذاہب اربعہ کی آراء اور دلائل کو پیش کیا گیا ہے اور آخر میں نتائج اور سفارشات بھی بیان کئے گئے ہیں تاکہ قاری کے لئے مطالعہ کرنے کے بعد اس کی مقصدیت اور افادیت کو حاصل کرنے میں آسانی پیدا ہو۔

قصاص کا لغوی مفہوم:

قصاص لغت میں مساوات،متابعت اور مماثلت کو کہتے ہیں:

" أقِصُّه إقصاصاً وأمْثَلْته إمثالاً فاقتَصّ مِنْهُ وامتثل "(3)

کہاجاتا ہے:میں نے اسے قصاص کیا،اور برابر کردیا،تو وہ برابر اور مماثل ہو گیا۔

قصاص "القطع" یعنی کاٹنے کے معنی میں بھی آتا ہے۔جیسے کی کہا جاتا ہے:

" وقَصّصَه وقَصّاه...: قَطعَه"(4)

"قَصّصَه" کا معنی ہے اس نے اسے کاٹا۔

پس لغوی لحاظ سے قصاص کا مفہوم مماثلت اور برابری ہے۔

اصطلاحی مفہوم:

اصطلاح شرع میں قصاص اس عقوبت یا سزا کو کہتے ہیں جو من جانب اللہ مقرر ہو،اور اس کا تعلق حقوق العباد سے ہو۔

بدائع الصنائع میں ہے:

"فَإِنَّهُ وَإِنْ كَانَ عُقُوبَةً مُقَدَّرَةً لَكِنَّهُ يَجِبُ حَقًّا لِلْعَبْدِ"(5)

---

[3] تہذیب اللغۃ، محمد بن احمد ابو منصور،(تحقیق: محمد عوض مرعب)،دار احیاء التراث العربی-بیروت: 8/210

[4] لسان العرب، ابن منظور محمد بن مکرم، دار صادر، بیروت،1414 ھ:7/73

[5] بدائع الصنائع،ابو بکر بن مسعود بن احمد الکاسانی الحنفی، دار الکتب العلمیہ 1986ء:7/33

Vol.4 No.3 2021

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

اگر چہ قصاص مقدر (من اللہ) عقوبت ہے لیکن حقوق العباد کے طور پر واجب ہوتی ہے۔

علامہ کاسانی حدود کا مفہوم تحریر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ حدود مقدر من اللہ ہونے کے ساتھ ساتھ متعلق بحقوق اللہ ہوتی ہیں لیکن قصاص اگر چہ مقدر من اللہ تو ہے لیکن اس کا تعلق حقوق العباد سے ہوتا ہے۔

اسی طرح محاسن التاویل میں ہے:

"هذا شروع في بيان الحدود والحقوق التي لآدمي معين"(6)

یہ (آیت) حدود اور آدمی سے متعلقہ حقوق کے بیان میں ہے۔

آیت قصاص کی تفسیر میں علامہ قاسمی لکھتے ہیں کہ یہ آیت حدود اور ان سزاؤں کے بیان میں ہے جن کا تعلق حقوق العباد سے ہے، مفسر اس بات کی طرف اشارہ کر رہے ہیں کہ قصاص اس سزا کو کہتے ہیں جس کا تعلق حقوق العباد سے ہو۔

تفسیر سعدی میں ہے:

" أي المساواة فيه وأن يقتل القاتل ...."(7)

یعنی قتل میں برابری، اور وہ یہ ہے کہ قاتل کو اسی طرح قتل کیا جائے جیسا کہ اس نے قتل کیا ہے۔

علامہ سعدی نے آیت میں (الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى) کی تفسیر میں کہا ہے کہ قصاص کا مطلب ہے قتل کرنے میں مساوات ہو یعنی جیسے قاتل نے قتل کیا اسی طرح اسے بھی بدلے میں قتل کیا جائے۔

قصاص کے لغوی معانی: مساوات، متابعت، مماثلت اور کاٹنے کے ہیں، اسی مناسبت سے شریعت کی اصطلاح میں کسی کو قتل کرنے یا زخم دینے کی سزا کو قصاص کہا جاتا ہے کیونکہ اس میں بھی قتل کے بدلے قتل (یعنی گردن کاٹنا) یا کسی عضو کے بدلے عضو کو کاٹا جاتا ہے یا زخم کے بدلے میں زخم دیا جاتا ہے، یعنی اس کی مثل رد عمل ہوتا ہے۔

وجوب قصاص قرآن کریم میں:

قرآن مجید میں ہے:

﴿□ □ □ □ □ □ □ □...﴾(8)

(اے ایمان والو، فرض کیا گیا ہے تم پر ان کے خون کا بدلہ (قصاص) جو ناحق قتل کئے گئے ہیں)

مذکورہ آیت کریمہ سے قصاص کی فرضیت ثابت ہو رہی ہے۔

محاسن التاویل میں ہے:

"كتب بمعني فرض و أوجب"(9)

(آیت مذکورہ میں) "کتب" فرض اور واجب کے معنی میں ہے۔

یعنی قصاص فرض اور واجب کیا گیا ہے۔

6۔ محاسن التاویل، جمال الدین القاسمي (1332ھ)، تحقیق: محمد فواد عبد الباقي، دار احیاء الکتب العربیہ 1957ء 3/395

7۔ تفسیر سعدی، عبد الرحمن بن ناصر السعدی (1376 ھجری)، مقدمہ للشیخ محمد بن صالح العثیمین، مؤسسۃ الرسالۃ، 2002م: 84

8۔ سورۃ البقرہ: 178

9۔ محاسن التاویل: 3/395

Vol.4 No.3 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

اللہ تعالی کا ارشاد گرامی ہے:

﴿أ □ ﴾[10]

(جس نے کسی شخص کو بغیر قصاص کے یا زمین میں فساد پیدا کرنے (کی سزا) کے بغیر (ناحق) قتل کیا تو گویا اس نے تمام لوگوں کو قتل کیا اور جس نے اسے (مرنے سے بچا کر) زندہ رکھا تو گویا کہ اس نے تمام لوگوں کو زندہ رکھا)

آیت مذکورہ میں فرد واحد کے قتل کو، قتل انسانیت کے مترادف قرار دیا گیا ہے اور ایک جان کے بچانے کو تمام لوگوں کی جان بچانے کے مترادف کہا گیا ہے، گویا قتل اس قدر فعل قبیح ہے کہ ایک انسان کی جان لینا تمامی لوگوں کو قتل کرنے کے برابر ہے کیونکہ اس سے پورے معاشرے کا امن تباہ ہو کر رہ جاتا ہے اور معاشرے میں بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے اسی لئے اس کی سزا بھی اسی کے مثل رکھی گئی ہے کہ قتل کے بدلے میں قتل کیا جائے، نیز اس آیت میں "نفسا" کا لفظ آیا ہے جو عموم کا تقاضہ کرتا ہے یعنی کسی جان کا ناحق قتل کرنا حرام ہے چاہے اس کا تعلق جس مذہب، جس زبان اور جس علاقے سے ہو، نیز قیامت کے دن معاملات میں سب سے پہلے اسی چیز کا حساب لیا جائے گا حدیث مبارکہ میں ہے:

((أَوَّ لُ مَا يُقْضَى بَيْنَ ا لنَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي الدِّمَاءِ))[11]

قیامت کے دن لوگوں کے درمیان معاملات میں سے سب سے پہلے خون کے بارے میں حساب ہو گا

یعنی سب سے پہلے ناحق خون کرنے اور اس سے متعلقہ امور کے بارے میں حساب کیا جائے گا، اس سے قتل ناحق کی مذمت واضح ہوتی ہے۔

حدیث کی تشریح میں علامہ ابن شرف نووی تحریر کرتے ہیں:

" فيه تغليظ أمر الدماء "[12]

اس میں ناحق خون بہانے کی مذمت ہے۔

نیز کہتے ہیں یہ حدیث اس حدیث مشہور سے متضاد نہیں جس میں کہا گیا ہے کہ روز محشر پہلا سوال نماز کے متعلق پوچھا جائے گا، کیونکہ اس حدیث میں بین الناس کے الفاظ ہیں یعنی لوگوں کے آپس کے معالات میں سب سے پہلے خون کا حساب ہو گا، لیکن اللہ اور بندے کے معاملات میں سب سے پہلے نماز کے متعلق حساب ہو گا یعنی عبادات میں سب سے پہلے نماز کا حساب ہو گا اور معاملات میں سب سے پہلے خون کے بارے میں حساب ہو گا۔

اور مزید آگے چل کے اللہ تبارک وتعالی نے قصاص کی حکمت کو بھی بیان فرمایا ہے۔

حکمت قصاص:

ارشاد ربانی ہے:

﴿أ □ □ □ □ □ □ □ □ □ ﴾[13]

(اور تمہارے لئے قصاص میں حیات ہے اے صاحب عقل، تاکہ تم ڈرو)

10۔ سورۃ المائدۃ:32

11۔ صحیح مسلم، مسلم بن الحجاج ابو الحسن القشیری النیسابوری، دار احیاء التراث العربی بیروت ،رقم الحدیث 1678، کتاب القسامۃ والمحاربین والقصاص والدیات، باب المجازاۃ بالدماء فی الآخرۃ:3/1304

12۔ المنہاج شرح صحیح مسلم، محی الدین یحیٰ بن شرف نووی (متوفی:676ھ)، دار احیاء التراث العربی بیروت 1392ء: 11/167

13۔ سورۃ البقرہ:179

Vol.4 No.3 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

قصاص میں بظاہر ہم ایک جان کو قتل کر رہے ہوتے ہیں لیکن اللہ تعالی فرمارہاہے کہ اس میں تمہارے لئے حیاتی ہے کیونکہ اس میں ایک جان کو قتل کرنے سے ہزاروں بلکہ لاکھوں جانیں محفوظ ہو جاتی ہیں اور آئندہ کے لئے ہر شخص ایسا جرم کرنے سے ڈر جائے گا کہ اسے یہ سخت سزا بھگتنی پڑے گی،اس ڈر کے نتیجے میں معاشرہ ظالم کے ظلم وستم اور فتنہ وافساد سے محفوظ ہو جاتا ہے اسی لئے اللہ تعالی فرماتا ہے "لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ" تاکہ تم بچو یعنی اس جرم سے باز آجاؤ اور آئندہ کے لئے ڈر جاؤ۔

شرعی احکام کے پیچھے مقاصد اور حکمتیں پوشیدہ ہوتی ہیں،شریعت کے مقاصد میں سے ایک حفظ جان ہے اسی مقصد کے پیش نظر حکم قصاص وارد ہوا ہے تاکہ انسان کی جانیں محفوظ ہو سکیں،علماء نے قصاص کی مشروعیت میں کچھ حکمتیں بیان کی ہیں ان میں سے کچھ درج ذیل ہیں:

1. **مظلوم کی آگ انتقام کو ٹھنڈا کرنا**

ظاہر ہے جب کسی کا قتل ہوتا ہے تو ورثاء کے اندر انتقام کی آگ بھڑک رہی ہوتی ہے اور وہ اس کے نتیجے میں کچھ بھی کرنے کو تیار ہوتے ہیں اس طرح جرائم کا دروازہ کھل جاتا ہے،یہی وجہ ہے کہ جس سوسائٹی میں انصاف نہیں ہوتا،قانون کی بالادستی نہیں ہوتی وہاں ہر کوئی از خود انتقام لینے کو تیار ہو جاتا ہے اور نتیجہ یہی ہوتا ہے کہ ہر طرف خون ریزی اور قتل وغارت کی فضا جنم لیتی ہے،اور اگر قاتل کو جرم کی سزا دے کر مظلوم کو انصاف فراہم کر دیا جائے تو اس کے اندر جو انتقام کی آگ بھڑک رہی تھی وہ ٹھنڈی ہو جائے گی۔

2. معاشرے کو جرائم وفساد کی فضا سے پاک کرنا۔

جب ایک مجرم کو سزا دے دی جاتی ہے تو باقی لوگ بھی ڈر جاتے ہیں اور ارتکاب جرم سے باز آجاتے ہیں،اسی حکمت کی طرف اللہ تعالی نے " لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ "کے الفاظ کے ساتھ اشارہ فرمایا ہے،تاکہ تم ڈرو اور آئندہ کے لئے جرائم سے بچ جاؤ۔

3. قصاص میں انسانیت کی بقاء وحیات اور پورے معاشرے کی اصلاح ہے۔

ظاہر ہے جب ظالم کو ظلم کی سزا دے دی جائے تو ایک طرف مظلومو کی انتقام کی آگ ٹھنڈی ہو جانے سے وہ از خود انتقام لینے سے باز آجائیں گے اور دوسری طرف جرائم پیشہ لوگ بھی ڈر جائیں گے اور آئندہ کے لئے ظلم سے رک جائیں گے اسی طرح ہر شخص کو اچھی زندگی بسر کرنے کے لئے ایک پر امن معاشرہ میسر ہو جائے گا جو کہ انسانی حیات اور اس کے بقاء کے لئے لازمی ہے۔

لہذا قصاص شریعت اسلامیہ کی طرف سے ایک عنایت کبری ہے کیونکہ اس میں تمام لوگوں کی جانوں کی حفاظت کا راز مضمر ہے،نیز قتل جو ایک جرم عظیم ہے اس کی سزا بھی عظیم ہونی چاہئے،نبی کریم ﷺ نے اسے سات مہلکات میں شامل فرمایا ہے اور اس سے بچنے کا حکم دیا ہے حدیث پاک میں ہے:

((اجْتَنِبُوا السَّبْعَ المُوبِقَاتِ قَا لُوا: يَارَسُولَ اللَّهِ وَ مَا هُنَّ؟ قَالَ: الشِّرْكُ بِاللَّهِ، وَ السِّحْرُ، وَ قَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالحَقِّ ، وَ أَكْلُ الرِّبَا ، وَ أَكْلُ مَالِ اليَتِيمِ، وَ التَّوَلِّي يَوْمَ الزَّحْفِ، وَ قَذْفُ المُحْصَنَاتِ المُؤْمِنَاتِ الغَافِلَاتِ))[14]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بچو سات قسم کی مہلکات سے ، عرض کی گئی اے اللہ کے رسول وہ کون سی ہیں ؟ حبیب خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا: شرک باللہ،جادو،کسی جان کو ناحق قتل کرنا جسے اللہ نے حرام کیا ہے،سود کھانا،یتیم کا مال کھانا،جنگ کے دن پیٹھ پھیر کے بھاگ جانا اور پاک دامن آزاد مومنہ عورتوں پر تہمت لگانا۔

حدیث مذکور میں سات چیزوں کو مہلک قرار دیا گیا ہے اور اس میں ناحق قتل کرنا بھی شامل ہے،اور ان سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے جس سے ناحق قتل کی مذمت واضح ہو رہی ہے۔

---

[14]۔ صحیح بخاری، محمد بن اسماعیل بخاری، دار طوق النجاۃ 1422ھ ، رقم الحدیث 2766، کتاب الوصایا، باب قول اللہ تعالی ان الذین یاکلون اموال الیتامی: 4/10

Vol.4 No.3 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

مزید قتل ناحق کی حرمت اور مذمت میں رحمت عالم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((لَنْ يَزَ الَ الْمُؤْمِنُ فِي فُسْحَةٍ مِنْ دِينِهِ، مَا لَمْ يُصِبْ دَ مًا حَرَ امًا))[15]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ہمیشہ مومن اپنے دین کے بارے میں کشادہ رہتا ہے جب تک ناحق خون نہ کرے۔

علامہ قسطلانی حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

" أي يصير في ضيق بسبب ذنبه لاستبعاده العفو عنه لاستمراره في الضيق المذكور والفسحة في الذنب قبوله للغفران بالتوبة، فإذا وقع القتل ارتفع"[16]

یعنی اپنے اس گناہ کے سبب اللہ کی رحمت اس پر تنگ ہو جاتی ہے، اور وہ اس تنگی کی وجہ سے معافی اور رستگاری سے دور ہو جاتا ہے، اور (گناہ سے قبل) وہ کشادگی میں رہتا ہے، (یعنی) گناہوں سے بخشش اور توبہ کی قبولیت کی وجہ سے، اور جب قتل کا ارتکاب کرتا ہے تو یہ وسعت رحمت اٹھ جاتی ہے۔

یعنی جب تک وہ قتل ناحق کا مرتکب نہیں ہو گا، اللہ کی رحمت میں اور اس کی مغفرت کی امید میں رہے گا اور اس کا دل مطمئن رہے گا، اور جب اس فعل قبیح کا مرتکب ہو گا تو اس کشادگی کی نعمت سے محروم ہو جائے گا۔

قتل کی اقسام

قتل کی تین قسمیں ہیں:

1) قتل عمد

اپنے ارادے کے ساتھ کسی جان کو یہ جانتے ہوئے قتل کرنا کہ اس کا قتل حرام ہے، چاہے وہ آلہ قتل مثلاً ہتھیار سے قتل کرے جیسے تلوار بندوق وغیرہ سے یا آلہ قتل کے قائم مقام کسی بھاری چیز جیسے تیز دھاری دار چیز سے یا جلانے، پانی میں غرق کرنے یا بلند عمارت سے پھینکنے یا گلہ گھونٹنے، زہر دینے یا منہ دبانے سے وغیرہ، تو ایسی صورت میں قصاص واجب ہے، یعنی تین صورتوں میں کوئی ایک صورت ہو گی یا قتل کے بدلے قتل کیا جائے یا مقتول کے ورثاء قاتل سے دیت لیں یا اگر چاہیں تو قاتل کو معاف بھی کر سکتے ہیں۔ ان تین صورتوں کے علاوہ اور کوئی صورت نہیں ہے، مثلاً قاتل کے علاوہ کسی اور شخص کو قتل کرنا یا ایک شخص کے بدلے میں متعدد اشخاص کو قتل کرنا یا انتقام کی آگ بجھانے کے لئے کوئی اور غیر شرعی کام کرنا حرام اور گناہ ہے[17]

حدیث مبارکہ میں ہے:

((مَنْ أُ صِيبَ بِدَمٍ أَوْ خَبْلٍ وَالْخَبْلُ: الْجُرْحُ فَهُوَ بِالْخِيَارِ بَيْنَ إِحْدَى ثَلَاثٍ، فَإِنْ أَرَادَ الرَّابِعَةَ فَخُذُوا عَلَى يَدَيْهِ: أَنْ يَقْتُلَ، أَ وْ يَعْفُوَ، أَوْ يَأْخُذَ الدِّيَةَ ، فَمَنْ فَعَلَ شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ فَعَادَ ، فَإِنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا))[18]

15۔ صحیح بخاری، رقم الحدیث 6862، کتاب الدیات: 9/2

16۔ ارشاد الساری شرح صحیح بخاری، احمد بن محمد شہاب الدین قسطلانی (متوفی: 923ھ)، المطبع الکبری الامیریہ مصر 1323ھ: 10/41

17۔ کشف اللثام شرح عمدۃ الاحکام، محمد بن احمد السفارینی حنبلی، ادارۃ الاوقاف والشؤون الاسلامیہ کویت دار النوادر سوریا 2007ء: 6/144

18۔ سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث 2623، کتاب الدیات، باب من قتل لہ قتیل فہو بالخیارین: 2/876، (ضعیف ہے: کشف المناہج والتناقیح فی تخریج احادیث المصابیح، محمد بن ابراہیم المناوی، تحقیق محمد اسحاق محمد ابراہیم، ناشر الدار العربیہ للموسوعات

Vol.4 No.3 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

جس کا خون بہایا گیا یا اس کے جسم کو زخمی کیا گیا تو وہ تین صورتوں میں سے کوئی ایک اختیار کرے، اگر تین میں سے کسی چوتھی صورت کو اختیار کرے تو اسے اس کے دونوں ہاتھ پر پکڑ لو(یعنی اس کا ساتھ نہ دو)(تین صورتیں یہ ہیں) قتل کے بدلے قتل کیا جائے یا ورثاء معاف کر دیں یا دیت لیں، پس جس نے ان صورتوں میں سے کسی کو اختیار کرنے کے بعد کوئی اور قدم اٹھایا تو اس کے لئے ہمیشہ کے لئے جہنم کی آگ ہے، اور اگر معاف کرنے یا دیت لینے کے بعد پھر انتقام لینے کے لئے قتل کیا تو بہت بڑا جرم ہے۔

حدیث کی شرح میں علامہ ملا علی قاری لکھتے ہیں:

"مَنْ أَرَادَ الرَّابِعَةَ فَهُوَ مُتَعَدٍّ مُتَجَاوِزٌ طَوْرَهُ فَيَسْتَحِقُّ النَّارَ"[19]

جس نے چوتھی (صورت) کا ارادہ کیا تو وہ ظلم کرنے والا اور حد سے تجاوز کرنے والا ہے پس وہ جہنم کا مستحق ہے۔

یعنی ناحق قتل میں مقتول کے اولیاء کے لئے تین راستے ہیں یا قصاص لے یعنی قتل کے بدلے میں قتل (حکومت کے ذریعے) یا دیت لے یا معاف کر دے، اور ان تین راستوں کے علاوہ اگر کوئی اور راستہ اختیار کرے گا تو گناہ گار ہو گا اور جہنم کا مستحق قرار پائے گا۔

محاسن التاویل میں ہے:

"فمن قتل بعد العفو أو أخذ الدية فهو أعظم جرما ممن قتل إبتداء"[20]

جس نے (قاتل کو) معاف کرنے یا اس سے دیت لینے کے بعد (قاتل کو) قتل کیا تو اس نے اس قاتل سے بھی بڑا جرم کیا جس نے پہلے قتل کیا تھا۔

2) قتل شبہ بالعمد

ارادے کے ساتھ کسی ایسی چیز سے قتل کرنا جو نہ آلہ قتل ہو اور نہ اس کے قائم مقام کوئی چیز ہو مثلا لکڑی سے یا چھوٹے پتھر سے یا مکہ رسید کرنے سے، یعنی ایسی چیز سے قتل کرنا جس سے عموما قتل نہ کیا جاتا ہو لیکن اس کے مارنے سے قتل ہو جائے تو یہ قتل شبہ بالعمد ہو گا، اس کا حکم یہ ہے کے قاتل سے سو اونٹ دیت لی جائے گی، حدیث میں ہے:

((فِيهِ مِائَةٌ مِنَ الْإِبِلِ مُغَلَّظَةٌ، مِنْهَا أَرْبَعُونَ خَلِفَةً فِي بُطُونِهَا أَوْلَادُهَا))[21]

قتل شبہ بالعمد کی مکمل دیت سو اونٹ ہے جن میں سے چالیس حاملہ اونٹنیاں ہوں گی۔

3) قتل خطا

قتل خطا سے مراد یہ ہے کہ قتل کا ارادہ نہ رکھتا ہو مگر ان جانے میں قتل ہو جائے۔

محاسن التاویل میں ہے:

"مثل أن يكون يرمي صيدا أو هدفا فيصيب إنسانا بغير علمه ولا قصده، فهذا ليس فيه قود، وإنما فيه الدية والكفارة"

بیروت 2004ء:3/180)

19۔ مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، علی بن محمد نورالدین الملا القاری، دارالفکر بیروت لبنان 2002ء:6/2275

20۔ محاسن التاویل:3/397

21۔ سنن نسائی، احمد بن شعیب النسائی، تحقیق عبدالفتاح، ناشر مکتب المطبوعات الاسلامیہ حلب 1986ء:8/42

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.4 No.3 2021

جیسے کسی شکار کی طرف تیر پھینکے اور وہ کسی آدمی کو لگ جائے، اس کا حکم یہ کے اس میں قصاص نہیں ہے البتہ دیت اور کفارہ ہے[22]

قتل خطا کی دو صورتیں ہیں: فعل میں خطا یا ارادہ میں خطا، فعل میں خطا کا مطلب یہ ہے کہ کسی کو دشمن سمجھ کر حملہ کرے بعد میں ظاہر ہو کہ یہ وہ شخص تو نہیں تھا جسے قتل کرنا تھا یعنی قتل تو ارادہ کے ساتھ کیا لیکن کرنا کسی اور کو تھا جو قتل ہوا اسے قتل کرنے کا ارادہ نہیں تھا لہذا یہ فعل میں خطا واقع ہوئی ہے، دوسری صورت ارادہ میں خطا ہو، جیسے دھکا دیتے ہوئے قتل ہو جائے یا کسی پر پاؤں رکھنے سے قتل ہو جائے یعنی قتل کا ارادہ نہ ہو مگر ان جانے میں قتل ہو جائے۔

ذمی کو قتل کرنے کی ممانعت

حدیث پاک میں ہے:

((عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ، قَا لَ: «مَنْ قَتَلَ نَفْسًا مُعَا هَدًا لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الجَنَّةِ، وَ إِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ أَرْبَعِينَ عَامًا))[23]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ وارضاہ راوی ہیں کہ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی ایسی جان کو قتل کیا جس سے معاہدہ کیا ہوا تھا، وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھے گا اور حالانکہ جنت کی خوشبو چالیس سال کی مسافت تک پائی جاتی ہے۔

اسی طرح ایک اور روایت میں ہے:

((قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ قَتَلَ مُعَاهِدًا فِي غَيْرِ كُنْهِهِ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ))[24]

رسول اللہ عالم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے کسی غیر مسلم شہری (معاہد) کو ناحق قتل کیا اللہ تعالی نے اس پر جنت حرام فرمادی۔

احناف کے علاوہ آئمہ ثلاثہ کا مسلک یہ ہے کہ ذمی کے بدلے میں مسلمان کو قتل نہیں کیا جائے گا، لیکن اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ آئمہ ثلاثہ کے نزدیک ذمی کو قتل کرنے کی کوئی سزا ہی نہیں ہے بلکہ قاتل کو تعزیراً سزا دی جائے گی، اور اس فعل کی حرمت میں بھی کسی کا اختلاف نہیں ہے۔

ذمی کے قصاص میں شوافع کا موقف

علامہ ماوردی شافعی تحریر کرتے ہیں:

"وتكافؤ الدمين عند الشافعي أن لا يفضل القاتل على المقتول بحرية، ولا إسلام، فإن فضل القاتل عليه بأحدهما، فقتل حر عبدًا، أو مسلم كافرًا، فلا قود عليه"[25]

امام شافعی کے نزدیک قصاص میں قاتل اور مقتول کے درمیان مماثلت سے مراد یہ ہے کہ قاتل حریت اور اسلام میں مقتول سے فضیلت نہ رکھتا ہو، اگر ان میں سے کسی ایک میں فضیلت رکھتا ہو یعنی اگر آزاد غلام کو قتل کرے یا مسلمان کافر کو، تو قصاص نہیں ہو گا۔

علامہ الکیاہراسی شافعی موقف شافعیہ کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"و ترك الشافعي العمومات في قتل المسلم بالكافر"[26]

22۔ محاسن التاویل:3/401

23۔ صحیح بخاری، رقم الحدیث 6914، کتاب الدیات، باب اثم من قتل ذمیا بغیر جرم:9/12

24۔ ابوداؤد، ابوداود سلیمان بن الاشعث السجستانی، رقم الحدیث 2760، کتاب الجہاد، باب فی الوفاء للمعاہد و حرمۃ ذمتہ، المکتبہ العصریہ، صیدا بیروت:3/83

25۔ الاحکام السلطانیہ، ابوالحسن علی بن محمد الماوردی، دارالحدیث، القاہرہ:1/337

26۔ احکام القرآن، علی بن محمد بن علی الکیاہراسی الشافعی، ناشر دارالکتب العلمیہ بیروت، سن 1405ھ:1/45

Vol.4 No.3 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

اور امام شافعی نے مسلمان کو کافر کے بدلے میں قتل کرنے کے حکم میں عموم کو ترک کیا ہے۔

یعنی امام شافعی کے نزدیک قصاص میں اس قدر عموم نہیں ہے کہ کافر کے بدلے میں مسلمان کو بھی قتل کر دیا جائے نیز وہ اس کی دلیل دیتے ہوئے کہتے ہیں: " لأنها منقسمة "کیونکہ اس میں تقسیم ہے، یعنی آیت کریمہ میں کہا گیا ہے "الحر بالحر "یعنی آزاد آزاد کے بدلے میں اور غلام غلام کے بدلے میں اسی طرح مسلمان بھی صرف مسلمان کے بدلے میں قتل ہو گا، کیونکہ آیت کے الفاظ اختصاص پر دلادت کرتے ہیں کہ مسلمان کو قصاص میں قتل کرنا اسی صورت میں ہے جب وہ کسی مسلمان کو قتل کرے ذمی کے بدلے میں اسے قتل نہ کیا جائے تاکہ مساوات قائم رہے لہذا مسلمان کو ذمی کے بدلے میں بطور قصاص قتل نہیں کیا جائے گا۔ نیز کہتے ہیں اسی آیت کے آخر میں فرمایا گیا ہے:

" فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ"[27]

پس جس کے لئے اپنے بھائی کی طرف سے کچھ معاف کر دیا جائے۔

یعنی اگر مقتول کے وارثین میں سے کوئی معاف کر دے تو قاتل پر قصاص نہیں ہو گا بلکہ دیت ہو گی، اس آیت کریمہ سے استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس میں اخی کا لفظ ارشاد ہوا ہے اور کافر مسلمان کا بھائی نہیں ہو تا لہذا اس سے مراد یہی ہو گا کہ مسلمان کو مسلمان کے ہی قصاص میں قتل کیا جائے نہ کہ ذمی کے بدلے میں۔

علامہ ابو بکر الجصاص صراحت کرتے ہیں:

"...والشافعي لا يقتل"[28]

اور امام شافعی (کے نزدیک) قتل نہیں کیا جائے گا۔

علامہ ابو بکر الجصاص مسلمان کو کافر کے بدلے میں قتل کرنے کے بارے میں لکھتے ہیں کہ اگر مسلمان کسی ذمی کو قتل کر دے تو امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک اس کے قصاص میں مسلمان کو قتل نہیں کیا جائے گا۔

حنابلہ کا موقف

ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:

" و لا يقتل مسلم بكافر "[29]

اور مسلمان کو کافر کے بدلے میں قتل نہ کیا جائے۔

علامہ مہ ابن قدامہ کہتے ہیں کہ امام شافعی اور اکثر علماء کا یہی موقف ہے کہ کافر کے قصاص میں مسلمان کو قتل نہ کیا جائے، کیونکہ کافر مسلمان کا کفو نہیں ہے اور قصاص میں مساوات لازمی ہے۔

ابن قدامہ امام احمد بن حنبل کے حوالے سے تحریر کرتے ہیں: "هذ ا عجب "امام احمد کہتے ہیں یہ بات عجیب ہے کہ مجوسی، یہودی اور نصرانی کی دیت مسلمان کی دیت کی طرح ہو یعنی مجوسی مسلمان کی مثل ہو گیا۔

نیز لکھتے ہیں:

"أَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ لَا يُوجِبُونَ عَلَى مُسْلِمٍ قِصَاصًا بِقَتْلِ كَافِرٍ، أَيَّ كَافِرٍ كَانَ"[30]

27۔ سورۃ البقرہ:178

28۔ احکام القرآن، احمد بن علی ابو بکر الجصاص، تحقیق عبد السلام محمد علی شاہین، ناشر دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان 1994ء:1/171

29۔ المغنی، ابن قدامہ، دار الفکر بیروت، 1405ھ:8/273

Vol.4 No.3 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

اکثر اہل علم مسلمان پر کافر کے قتل کا قصاص واجب نہیں قرار دیتے، چاہے کوئی بھی کافر ہو۔
یعنی کافر حربی ہو یا ذمی اس کا قصاص مسلمان سے نہیں لیا جائے گا، ابن قدامہ حنبلی کہتے ہیں کہ مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ کا یہی موقف ہے۔
ان کی دلیل حدیث مبارکہ ہے:

((وَأَنْ لاَ يُقْتَلَ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ))(31)

ابوجحیفہ سے روایت ہے کہ انہوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: کوئی ایسی چیز آپ کے پاس ہے جو کتاب اللہ میں نہ ہو؟ آپ نے کہا کہ اللہ کی قسم سوائے قرآن یا فہم قرآن کے یا میرے پاس موجود اس صحیفہ کے اور کچھ نہیں ہے ابوجحیفہ کہتے ہیں صحیفہ میں کیا ہے تو آپ نے فرمایا دیت اور قیدیوں کو چھڑانے کے احکام اور یہ کہ مسلمان کو کافر کے بدلے میں قتل نہ کیا جائے۔

مالکیہ کا موقف

القوانین الفقہیہ میں ہے:

"وَ لَا يقْتَصّ للأدنى من الْأَعْلَى وَ اعْتِبَار ذَلِك بوصفين الْإِسْلَام وَ الْحريَّة فَأَما الْإِسْلَام فَيقْتل الْمُسلم بِالْمُسلمِ وَ يقتل الْكَافِر بالكافر سَوَاء اتّفقت أديانهما أَو اخْتلفت وَ يقتل الْكَافِر بِالْمُسلمِ وَ لَا يقتل الْمُسلم بالكافر ..."(32)

اعلی سے ادنی کا قصاص نہیں لیا جائے گا، اور اس کا اعتبار دو وصف اسلام اور حریت میں ہو گا، لہذا مسلمان کو مسلمان کے بدلے میں قتل کیا جائے، اور کافر کو کافر کے بدلے میں قتل کر دیا جائے، چاہے کافر جس دین سے بھی تعلق رکھتے ہوں (یعنی یہودی، عیسائی کو قتل کرے یا ہندو کو قتل کرے وغیرہ)، اور کافر کو مسلمان کے بدلے میں قتل کیا جائے اور مسلمان کو کافر کے بدلے میں قتل نہیں کیا جائے گا۔

علامہ ابن العربی مالکی امام مالک رحمہ اللہ کے موقف بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

" منهم مالك والشافعي"(33)

انہیں میں سے امام شافعی اور امام مالک ہیں۔

علامہ ابن عربی فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ کے علاوہ باقی فقہاء کا موقف یہ ہے کہ کافر کے بدلے میں مسلمان کا قتل نہیں کیا جائے گا، اور انہیں میں امام مالک اور امام شافعی بھی ہیں۔

احناف کا موقف

احناف کے نزدیک ذمی کافر کا قصاص مسلمان سے لیا جائے گا، یعنی اگر مسلمان نے ذمی کافر کو قتل کر دیا تو اس کے بدلے میں مسلمان کو بھی قتل کرنا واجب ہو گا(34)

30۔ ایضا:8/273
31۔ صحیح بخاری، رقم الحدیث 6915، کتاب الدیات، باب لا یقتل المسلم بالکافر:9/12
32۔ القوانین الفقہیہ، ابو القاسم محمد بن احمد بن جزی الکلبی الغرناطی (741ھ) دار الکتاب العربی-بیروت:1/227
33۔ احکام القرآن، محمد بن عبد اللہ، ابن العربی مالکی، ناشر دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان 2003ء:1/90
34۔ الہدایہ، مرغینانی، علی بن ابو بکر، الہدایہ دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان:4/444

احناف کے موقف کی بنیاد آیت کریمہ ہے، اللہ تعالی فرماتا ہے:

﴿وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ﴾[35]

(اور ہم نے اس (تورات) میں ان پر فرض کیا تھا کہ جان کے بدلے میں جان ہے)

آیت مذکورہ میں عموم ہے کہ "جان کے بدلے میں جان" جو اس بات کا تقاضہ کرتا ہے کہ جان کے بدلے میں جان ہے چاہے کافر کی جان لی گئی ہو یا مسلمان کی اس کے بدلے میں جان لی جائے گی۔

لہذا اگر کسی مسلمان نے ذمی کی جان لے لی تو اس کا حکم یہی ہے کہ اس کے قصاص میں مسلمان کو قتل کرنا پڑے گا جو اس آیت کریمہ سے مستفاد ہے۔

مذکورہ تحقیق کی روشنی میں یہ نتیجہ اخذ کیا جاتا ہے کہ تمام فقہاء اسلام کے نزدیک ذمی کو قتل کرنا فعل حرام اور جرم عظیم ہے اور جنت سے محرومی کا سبب ہے، مذکورہ تحقیق سے اسلام میں تمام انسانوں کے ساتھ حسن سلوک، رواداری اور انسانی مساوات کا بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے اور یہ اس بات کا مسلم ثبوت ہے کہ شدت پسندی کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں، اور اسلام پر شدت پسندی کا الزام بے بنیاد ہے، نیز اس تحقیق سے یہ واضح ہوا ہے کہ فقہاء اربعہ کے ہاں یہ مسلم ہے کہ ذمی کو قتل کرنے والا عبرت ناک سزا کا مستحق ہے تاکہ آئندہ کے لئے کوئی شخص اس فعل کا مرتکب نہ ہو اور ظلم وفساد اور خونریزی کا سدباب ہو جائے البتہ مذاہب اربعہ میں سے مالکیہ، شافعیہ اور حنبلیہ کی رائے یہ ہے کہ اس قتل کی سزا میں قصاص نہیں ہے یعنی اسے بطور قصاص قتل کرنا واجب نہیں ہے اور حنفیہ کی رائے یہ ہے کہ ذمی کے قاتل کو قصاص کے طور پر قتل کرنا واجب ہے، اس میں فقہاء کی پیش کردہ آراء اور دلائل کے مطالعہ سے یہ منتج ہوتا ہے کہ ذمی کافر کا بھی قصاص ہونا چاہئے کیونکہ آیت کریمہ میں عموم ہے اور وہ اسی چیز کا تقاضہ کرتا ہے، نیز دوسری آیت مبارکہ میں ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى﴾[36] کے الفاظ ہیں اس میں بھی عموم ہے جو کہ ہر مقتول کو شامل ہے جس سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ مقتول چاہے مسلمان ہو یا ذمی ہو اس کے قاتل سے قصاص لیا جائے گا، لہذا اس عموم سے کافر کے بدلے میں مسلمان کو قتل کرنا ثابت ہو رہا ہے اور جس حدیث میں منع کیا گیا ہے کہ "مسلمان کو کافر کے بدلے میں قتل نہ کیا جائے" اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث کافر حربی کے بارے میں ہے یعنی دار الحرب میں اگر کسی مسلمان نے کافر کو قتل کر دیا، تو اس کے بدلے مسلمان کو قتل نہیں کیا جائے گا، لیکن دار الاسلام یعنی کسی اسلامی ریاست میں معاہدے کے ساتھ رہنے والے ذمی شخص کو کسی مسلمان نے قتل کیا تو اس سے قصاص لیا جائے گا، کیونکہ اصول یہ ہے کہ حدیث کو مقید کرکے اسے قرآن کی آیت کے تابع کیا جائے، نہ کہ قرآن کے عموم کو مقید کرکے حدیث کے تابع کیا جائے، یعنی یہ قول کرنا کہ آیت کریمہ میں جو حکم عام ہے اس میں کافر داخل نہیں ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اس قول کے مطابق آیت کریمہ میں تاویل کی گئی ہے اور حکم حدیث کو حربی کافر کے ساتھ مخصوص کرنے میں تاویل حدیث میں ہوگی اور تعارض کے وقت آیت کریمہ میں تاویل کرنے کے بجائے حدیث میں تاویل کرنا اولی ہے، لہذا حدیث اور آیت کریمہ کے درمیان تطبیق کی بہترین صورت یہی ہے کہ حدیث میں تاویل کرکے مسلمان کو قتل نہ کرنے کا حکم حربی کافر کے ساتھ مخصوص مانا جائے تاکہ قرآن کا حکم عام بھی برقرار رہے اور حدیث پر بھی عمل ہو جائے۔

سفارشات وتجاویز

1) اسلامی اقدار میں عدل وانصاف بنیادی قدر ہے، اسلام تمام انسانوں کو معاملات زندگی میں مساوی حقوق دینے کا درس دیتا ہے، عدل وانصاف کے حوالے سے اسلامی تعلیمات کو اجاگر کرنے کی ضرورت ہے۔

---

[35]۔ سورۃ المائدہ:45

[36]۔ سورۃ البقرہ:178

Vol.4 No.3 2021

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

2) ایسے دیگر موضوعات جن سے اسلام میں وسعت نظری، درس محبت، انسانی ہمدردی، مساوات، رواداری کا ثبوت ہو ان کو مختلف زبانوں میں تحری شکل میں منظر عام پر لایا جائے تا کہ اسلام پر شدت پسندی جیسے الزامات کی تردید کر کے اسلام کا بہترین موقف سامنے لایا جائے ہو۔

3) تاریخ اسلام کے تناظر میں غیر مسلموں کے ساتھ حسن سلوک، عفو ودرگزر مثلا حالت جنگ میں بچوں، بوڑھوں اور عورتوں پر حملہ نہ کرنا اور اس جیسے واقعات کو مرتب کر کے مختلف زبانوں میں استفادہ انسانیت کے لیے شایع کیا جائے۔

4) یونیورسٹیوں میں ان جیسے موضوعات پر مشتمل مختلف زبانوں میں لیکچرز، سیمینارز اور ورکشاپس کا اہتمام کیا جانا فائدے سے خالی نہیں ہے۔

فہرست مصادر ومراجع

- ابو داوٗد، ابو داود سلیمان بن الاشعث السجستانی، کتاب الجہاد، باب فی الوفاء للمعاہد وحرمۃ ذمتہ، حدیث نمبر:2760، المکتبۃ العصریۃ، صیدا بیروت
- الاحکام السلطانیہ، ابو الحسن علی بن محمد الماوردی ، دار الحدیث، القاھرہ
- احکام القرآن، علی بن محمد بن علی الکیاہراسی الشافعی، ناشر دار الکتب العلمیہ بیروت، سن 1405ھ
- احکام القرآن، احمد بن علی ابو بکر الجصاص، تحقیق عبد السلام محمد علی شاہین، ناشر دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان `994ء
- احکام القرآن، محمد بن عبد اللہ، ابن العربی مالکی، ناشر دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان 2003ء
- ارشاد الساری شرح صحیح بخاری، احمد بن محمد شہاب الدین قسطلانی (متوفی:923ھ)، المطبعۃ الکبری الامیریہ مصر 1323ھ
- بدائع الصنائع، ابو بکر بن مسعود بن احمد الکاسانی الحنفی، دار الکتب العلمیہ 1986ء
- تفسیر سعدی، عبد الرحمن بن ناصر السعدی (1376ھجری)، مقدمہ للشیخ محمد بن صالح العثیمین، مؤسسۃ الرسالۃ، 2002م
- تہذیب اللغۃ، محمد بن احمد ابو منصور، (تحقیق: محمد عوض مرعب)، دار احیاء التراث العربی-بیروت
- سنن ابن ماجہ، ناشر الدار العربیہ للموسوعات بیروت 2004ء
- سنن نسائی، احمد بن شعیب النسائی، تحقیق عبد الفتاح، ناشر مکتب المطبوعات الاسلامیہ حلب 1986ء
- صحیح بخاری، محمد بن اسماعیل بخاری، دار طوق النجاۃ 1422ھ
- صحیح مسلم، مسلم بن الحجاج ابو الحسن القشیری النیسابوری، دار احیاء التراث العربی بیروت
- القوانین الفقہیہ، ابو القاسم محمد بن أحمد بن جزی الکلبی الغرناطی (741ھ) دار الکتاب العربی-بیروت
- کشف اللثام شرح عمدۃ الاحکام، محمد بن احمد السفارینی حنبلی، ادارۃ الاوقاف والشؤون الاسلامیہ کویت دار النوادر سوریا 2007ء
- لسان العرب، ابن منظور محمد بن مکرم، دار صادر، بیروت، 1414ھ
- محاسن التاویل، جمال الدین القاسمي (1332ھ)، تحقیق: محمد فواد عبد الباقی، دار احیاء الکتب العربیہ 1957ء
- مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، علی بن محمد نور الدین الملا القاری، دار الفکر بیروت لبنان 2002ء
- المغنی،، ابن قدامہ، دار الفکر بیروت، 1405ھ
- المنہاج شرح صحیح مسلم، محی الدین یحیی بن شرف نووی (متوفی:676ھ)، دار احیاء التراث العربی بیروت 1392ء
- الہدایہ، مرغینانی، علی بن ابو بکر، الہدایہ دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان